غیر مقلدوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور مودودیوں کے لئے لمحہ فکریہ
معتبر مفسرین کی تفاسیر سے لفظ ضالا پر بحث
"اہم فتویٰ"
ہمارے رسول ﷺ سراپا ہدایت ہیں
از قلم
حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی
باہتمام
مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی

الاستفتاء :

حضور نبی اکرم ﷺ کو بے خبر، ناواقفِ راہ (قبل از اعلانِ نبوت) کہنا یا بھٹکا ہوا، راہ بھولا، گمراہ یا بھولا بھٹکا کہنا کس طور پر درست ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو پھر ایسے لوگوں کی بابت شریعتِ اسلامیہ کا کیا حکم ہے جو کہ حضور ﷺ کیلئے ایسے الفاظ کہتے ہیں؟ بینوا و توجروا۔
(سائل محمد احمد ساکن کراچی پاکستان)

الجواب :

بعون الملک العلام الوہاب منه الصدق والصواب: صورتِ سوالیہ کے مطابق وہ شخص جو حضور ہادیٔ برحق ﷺ کو بے خبر کہتا ہے یا آپ کی نسبت اعلانِ نبوت سے پہلے بے خبریت سے کرتا ہے وہ روحِ اسلامی سے بہت دور ہے کہ جو ایمان ہیں بلکہ جانِ ایمان ہیں جب انہیں کو اس نے بے خبر جان لیا تو پھر کیا بچا!...... تو گویا اس نے ایمان کو ایمان جانا ہی نہیں تو پھر خود گمراہ قرار پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ تو یہ ہے کہ آپ کا ہر عمل، ہر قول، ہر ادا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی خاموشی بھی ہدایت ہے جیسا کہ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید میں اللہ جل شانہ، نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

یاایھا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم (المائدہ ۱۰۱)
"اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو! جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔" (کنزالایمان)

حضور ﷺ کی خاموشی بھی ہدایت ہے :

غور کیجئے کہ کن لوگوں کو سوال سے روکا جارہا ہے اور کن کی خاموشی کو ذریعہ ہدایت قرار دیا جارہا ہے۔ اس آیت کے پس منظر میں ویسے تو متعدد اقوال ہیں مگر ایک روایت ذکر کرتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا :

چنانچہ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۱ھ ایک حدیث روایت فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے خطبہ میں حج فرض ہونے

کا بیان فرمایا: اس پر ایک شخص نے کہا کہ کیا حج ہر سال فرض ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے سکوت فرمایا' سائل نے سوال کو سہ بار مکرر کیا تو ارشاد فرمایا کہ جو میں بیان نہ کروں اس کے درپے نہ ہو اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے تھے۔ (مسلم کتاب الحج)

حدیثِ بالا کی شرح میں سید نعیم الدین مراد آباد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ یوں فرماتے ہیں کہ اس سے (مسئلہ) معلوم ہوا کہ احکام حضور ﷺ کو مفوض (سونپ دیئے گئے) ہیں جو فرض فرمادیں وہ فرض ہو جائے نہ فرض فرمائیں نہ ہو۔ (خزائن العرفان)

اس مذکورہ آیت اور حدیث شریف سے واضح ہوا کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کا سکوت و خاموشی ہدایت ہے تو بھلا جس نے آپ ﷺ کو بے خبر کہہ دیا کیا وہ راہِ ہدایت پر ہو سکتا؟ ہرگز' ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ ہدایت سے اس کو کوئی علاقہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا بولنا بھی وحی و ہدایت ہے:

چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ **وماینطق عن الھوی٥ ان ھو الاوحی یوحی** (النجم ۲۔۳)
اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں (ہوتی) ہے مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کی نہایت جامع اور روح پرور شرح علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۷ھ یوں فرماتے ہیں کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن اور متصور ہی نہیں ہے کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے نہیں مگر جو وحی الٰہی ہوتی ہے اور اس میں حضور ﷺ کے خلقِ عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی تمام خواہش ترک کردے (تفسیر کبیر)

اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال میں فنا کے اس مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا۔ تجلیٔ ربانی کا یہ استیلائے تام (مکمل غلبہ) ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے (روح البیان)

اللہ اکبر اندازہ کیجئے کہ جس کی گفتار وحی کا درجہ رکھے اس کی ذات کا عالم اور ان کی ہدایت کا عالم کس قدر ہو گا اور وہ کس قدر ہدایت و ارشاد کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوں گے

اور کیا نعوذ باللہ وہ گمراہ یا بھٹکے ہوئے یا بے خبر ہو سکتے ہیں؟ بھلا سوچو تو سہی جس کی گفتگو اور گفتار وحیٔ الٰہی ہو وہ ہستی کتنی بڑی ہادی ہوگی اور بے خبریت اس ذاتِ پاک سے کتنی دور ہوگی؟ اس ہی مضمون کو ایک اہل دل نے بہت اچھی طرح اپنے شعر میں بیان فرمایا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (مولانا روم)

اور یہ شان تو ایک ولی اللہ کی ہے پھر حبیبِ کبریا ﷺ کی گفتار اور گفتگو کیسی شان والی ہوگی اور وہ ابھی آیت بالا کے تحت کہی بھی جا چکی ہے۔ حضور ﷺ کی کل زندگی ناواقفیت گمراہیت اور بے خبریت سے دور ہے۔ اسی طرح آپ کی ہر ادا اور آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات بہترین نمونہ اور ذریعۂ نجات ہے لہٰذا قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ ' افلا تعقلون○ (یونس ۱۶)

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ اکبر کس شان سے اللہ جل مجدہ نے حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات کو ایک نمونہ قرار دیا گویا حضور ﷺ کی ساری زندگی رُشد و ہدایت کا بہت بڑا منارۂ نور ہے تو نہ صرف یہ کہ اعلانِ نبوت کے بعد کی زندگی امت کیلئے ذریعہ ہدایت ہے بلکہ قبل از اعلانِ نبوت بھی آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ مسلمانوں کیلئے ذریعہ ہدایت اور منارۂ نور ہے پس ظاہر ہے کہ ایسی عظیم ہستی کیسے کسی گھڑی گمراہ یا بے خبر کہی جا سکتی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آپ کی زندگی کے ان حالات کو بیان کریں گے۔ جن سے حضور ﷺ کی نبوت کے آثار اور علامات قبل از اعلانِ نبوت ظاہر ہوتے ہیں۔ بہر حال ایسے عقیدے اور نظریات رکھنے والوں پر بڑی حیرت ہے اور تعجب ہے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں جو حضور ﷺ کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کا پرچار کرنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے خبر اور بھٹکا ہوا بھی کہتے ہیں اور دیگر گستاخیاں بھی کرتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا شانِ اقدس میں بے باکیاں کرتے ہیں (الامان والحفیظ) مگر تعجب کیسا دراصل ان کے دلوں میں تو روگ ہے بیماری اور فساد ہے چنانچہ قرآن مجید میں خالقِ کائنات عزاسمہ نے ارشاد فرمایا:

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاO (البقرہ ۱۰)

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔ (کنزالایمان)

واضح ہو گیا کہ جو ان کے دلوں کا روگ ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ عقائد میں اور اعمال میں اور کردار و نظریات میں خرابی پیدا کریں اور فساد و خون خرابہ کریں جبھی طرح طرح کی بداعتقادیوں کے ساتھ حضور ﷺ کو بے خبر، گمراہ، راہ بھولا وغیرہ وغیرہ کہنا شروع کر دیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اور جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے وہ ایسے نظریات کے بھی حامل ہیں کہ نعوذ باللہ خود قرآن نے آپ ﷺ کو بوقتِ وحی یا قبلِ وحی بے خبر، گمراہ، راہ بھولا بیان کیا اور یہ یقیناً قرآن مجید پر بہتان عظیم اور بڑا جھوٹ ہے بلکہ ایسا کہنا اور سمجھنا تحریفِ قرآنی ہے۔ اور ان لوگوں کا یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ قرآن میں حضور ﷺ کو ضآلا فرمایا گیا ہے اور ارشاد واضح ہے کہ

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰىO

تو نعوذ باللہ قبل از اعلانِ نبوت حضور ﷺ بے خبر تھے، ناواقف تھے یا گمراہ تھے۔

عزیز قارئین کرام یہی وہ آیت ہے جہاں پر ان بے دینوں اور کم عقلوں نے ہچکولے کھائے ہیں اور نہ قرآن خود سمجھے بلکہ دوسروں کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی اور ان دشمنانِ دینِ اسلام نے لبادۂ اسلام اوڑھ کر سادہ لوح عوام کو اپنے دامِ فریب میں پھنسایا اور علمائے ملتِ اسلامیہ اہلِ حق اہلسنّت و جماعت سے برگشتہ کیا اور ان کو عیب دار ثابت کرنے کی کوشش کی الغرض مختلف طریقوں سے عوام کو صحیح قرآن فہمی سے روکے رکھا اور قرآن کے غلط تراجم چھاپ کر عوام میں گمراہی پھیلائی تو عرض کر رہا تھا کہ یہی وہ آیت ہے جس کا غلط ترجمہ اور تشریح کر دی۔ اب بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ حضور ﷺ شریعت سے بے خبر و ناواقف اور بھٹکے ہوئے تھے پھر ہدایت پر آگئے اور ضرور لازمی طور پر جب لوگوں نے گمراہ کن اور غلط ترجمۂ قرآن اور مفہوم پڑھا ہو گا تو یقیناً گمراہ عقیدہ اور نظریہ اپنانے کا آغاز ہوا اور اس طرح مساوات کا نظریہ تسلیم کرنے میں بھی لوگ مائل ہوئے کہ استغفر اللہ رسول اللہ ﷺ کچھ زیادہ نہیں ہمارے جیسے ہیں کیونکہ جب تک

درس گاہ میں ہم داخل نہ ہوں ہم بے خبر رہتے ہیں ایسے ہی معاملہ حضور اکرم ﷺ کا ہے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذان لا الہ الا اللہ

آیت کے غلط ترجمے :

حق بات تو کہنی ہے چاہے حالات اور واقعات کچھ بھی ہوں خیر تو اس آیت مذکورہ کو اس بارے میں دلیل بنانا کہ حضور ﷺ بے خبر اور بھٹکے ہوئے ہیں سراسر فحش غلطی ہے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں جن کو حقیقتِ احوال کا پتہ نہیں کہ خلافِ حقیقت ان وہابیہ اور دیوبندیہ لوگوں پر الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ...... وہابیہ دیوبندیہ پر بے جا الزامات ہیں ؟ ایسے حضرات کیلئے بطور نمونہ چند تراجم قرآنی آیت مذکورہ کے ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ وہ یقین کریں کہ جس مسئلے کو اٹھایا گیا ہے وہ حقیقتاً اتنا ہی اہم ہے جتنا بیان کیا گیا ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

ووجدك ضآلا فهدى٥

۱۔ پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی (شاہ عبدالقادر دہلوی)
۲۔ پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی (محمود الحسن دیوبندی)
۳۔ اور اللہ نے آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتلایا۔ (اشرفعلی تھانوی)
۴۔ تمہیں ناواقف راہ پایا پھر ہدایت بخشی (مودودی)
۵۔ اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا (مولوی فتح محمد)
۶۔ اس نے تجھے بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا (وحید الزماں غیر مقلد)
۷۔ آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتادیا۔ (عبدالماجد دریا آبادی)
۸۔ پس پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی (شاہ رفیع الدین)

اس آیت کے مختلف ترجموں میں سے یہ آٹھ تراجم مشت نمونہ پیش کئے ہیں جن سے یک بھی عظمتِ قرآنی کا ترجمان اور شانِ رسالت کا نگہبان قطعاً نہیں ہے کہ لفظ ضآلا کے معنی کسی مترجم نے 'بھٹکتا' 'بھولا بھٹکا' 'گمراہ' کر دیا ہے اور کسی نے 'بے خبر' 'ناواقفِ راہ' کر دیا ہے توبہ! توبہ! جب رسول اکرم ﷺ ہی بے خبر، گمراہ قرار پائیں تو پھر علم و ہدایت کس کا نام

ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ رسول ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی پیغمبرانہ ذمہ داریوں سے بے خبر اور گمراہ نہیں ہوتا ہے اور وہ جو قرآن پاک میں ہے کہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہاری توجہ نہ تھی تو دراصل حضور ﷺ نے یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ کو پہلے بیان نہ فرمایا اور نہ ہی اس سے پہلے آپ نے اس واقعہ یوسفی کی جانب التفات فرمایا اور یہ بات نہ تھی کہ آپ ﷺ اس واقعۂ یوسف علیہ السلام کو جانتے نہ تھے یا اپنے منصبِ نبوت و رسالت سے غافل تھے اور نہ ہی یہ کسی نبی کی شان کے لائق ہے اور جبکہ آپ ﷺ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں تو ان سے تو غفلت کا کچھ تصور ہی نہیں تو پھر ناواقفِ راہ اور بے خبر حضور ﷺ کو کہنا کیونکر درست مانا جاسکتا ہے قرآنِ پاک میں جو لفظ ضآلا آیا ہے جس کے معنی اور مفہوم متشابہ اور غیر واضح ہیں۔

مسئلہِ شانِ رسالت مآب ﷺ

اور مسئلہ شان رسالت مآب ﷺ کی ذات اور صفات کا ہے تو پہلے ہی انتہائی محتاط ہو جانا چاہئے تھا۔

باخدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار

اور ایسا مفہوم بیان کرنا تھا جس سے گستاخی والا کوئی پہلو نہ نکلتا مگر ایسا نہ کیا جیسا کہ بحثِ بالا سے واضح ہے تو اس لفظ کی ان شاء اللہ تفصیلاً تشریح اور توضیح بیان کریں گے تاکہ مسئلہ مبرہن ہو جائے بعون اللہ تعالی وبذیل المصطفیٰ ﷺ اور بعض دوسرے مترجمین (مثلاً مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ اور ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ معارف القرآن اور تفہیم القرآن) نے اس لفظ ضآلاً کے معنی بے خبر اور ناواقف متعین کرنے کیلئے اور حضور ﷺ کو ناواقف اور بے خبر ثابت کرنے کیلئے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ پاک جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

وما کنت تدری ماالکتاب ولا الایمان (شوریٰ آیت ۵۲)

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل (کنزالایمان)

واضح رہے کہ یہاں جو کتاب نہ جاننا بیان کیا ہے تو اس سے مراد محض اپنی عقل و دانش

کا نہ جاننا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ پاک نے بھی آپ ﷺ کو علم عطا نہیں فرمایا تھا بلکہ باذن اللہ تعالٰی حضور ﷺ کتاب و ایمان کے احکام سے واقف تھے جبھی تو روزہ' نماز' اعتکاف سبھی اعمالِ خیر فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے کبھی لات' عزیٰ وغیرہ کی قسم نہ فرمائی اور قسم اور حلف اللہ عزوجل کا ارشاد فرماتے رہے اور اس امر کو ہم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے قرآن پاک میں ارشاد ہوا کہ واتینا ہ الحکم صبیا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو کمسنی میں ہم نے علم و حکمت سے مشرف فرمایا حضرت ابن عباس ؓ کے فرمان اور توجیہ کے مطابق اس علم و حکمت سے مراد تفقه فی الدین (دینی سمجھ بوجھ ہے) جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ارشاد خداوندی ہے کہ انی عبداللہ اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ماکنت۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی رہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ اندازہ فرمائیں کہ دیگر پیغمبرانِ عظام جو آپ علیہ السلام کے نور کی ایک جھلک ہیں مگر اس کے باوجود اس قدر بلند اور عظیم منصب پر فائز ہیں کہ ان کے محیر العقول کارناموں سے عقلِ انسان ورطہ حیرت میں ہے اور مستزاد یہ کہ بچپن ہی میں اعلانِ نبوت فرمارہے ہیں غور کیجئے کہ جو سایہ ہو کر کمسنی میں تفقه فی الدین اور علم و حکمت کے دریا بہادیں تو اصل کا عالم کیا ہوگا حضرت یحییٰ علیہ السلام تو بچپن ہی میں تفقه فی الدین کے حامل ہوں مگر ان کے اور تمام نبیوں کے سردار چالیس سال تک بے خبر و گمراہ رہیں اور ناواقف رہیں اور کتاب و حکمت کو اور ایمان کو نہ جانیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ رہا اس طرح کہہ دینا کہ حضور ﷺ کا کتاب و ایمان نہ جاننا قرآن میں بیان ہوا ہے تو اس گمراہ کن سوال کا جواب یہ ہے کہ آیت مبارکہ میں نہ جاننا لفظ علم کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ درایت کا ترجمہ ہے اور درایت انکل پچو سے اور محض عقل سے حاصل ہوتی ہے تو گویا حضور ﷺ کے از خود جاننے کی نفی ہے صاحبِ علم ہونے کی نفی نہیں اور اس امر کو ہم بیان کر بھی چکے ہیں اب اس پہلو پر غور فرمائیں کہ اگر حضور ﷺ کتاب و ایمان سے آگاہ نہ ہوتے تو کیا جب بحیرہ راہب نے آپ ﷺ سے بطور امتحان لات و عزیٰ (بتوں) کی قسم اٹھانے کو کہا تو آپ قسم اٹھالیتے مگر آپ نے ایسا نہ فرمایا اور صاف صاف ارشاد فرمایا کہ اے راہب مجھ سے ان بتوں کے واسطے سے کوئی بات مت پوچھو خدا مجھے جتنی نفرت ان سے ہے اور کسی سے

نہیں۔ بھلا جو لوگ قبل از اعلانِ نبوت آپ ﷺ کا کتاب و ایمان جاننا نہیں مانتے ہیں وہ جواب دیں کہ مذکورہ بالا واقعہ مبنی بر ایمان و کتاب جاننا نہیں تو اور کیا ہے؟ جس کا تفصیل سے ذکر کتبِ تفاسیر میں موجود ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی ہستی ایمان سے بے خبر اور نادان ہو پھر بھی اس کے ہاتھ پر معجزات بکثرت ظاہر ہوں آخر یہ کس طرح سے ممکن ہے اور یہ نہیں کہ معجزات بعد از اعلانِ نبوت صادر ہوئے بلکہ قبل از اعلانِ نبوت بھی ظاہر ہوئے اور اگر یہ کہا جائے کہ نبی کا پل پل اور لحہ لحہ معجزات پر مبنی ہوتا ہے تو جا ہے کہ وہ نبی ہیں۔

سب سے پہلا مسلمان :

تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو قرآن فہمی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور یہ فاسد تاویلیں اور غلط مفاہیم بھی بیان کرتے ہیں اور اس آیت کو نہیں پڑھتے جس میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

لاشریك له وبذلك امرت وانا اول المسلمین (الانعام۔ ۱۶۳)

اسکا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (کنزالایمان)

اب ذرا اس حدیث مبارک میں بھی غور فرمائیں کہ جس کو علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۶۸ھ نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔

قال قتادہ– ان النبی ﷺ قال کنت اول الانبیاء فی الخلق واخرھم فی البعث (قرطبی)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نبیوں میں پیدائش کے اعتبار سے سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تو اللہ پاک پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہوتے ہیں اور اس کی ذات سے کبھی غافل نہیں یعنی اس کا ذکر ہر گھڑی کرتے رہتے ہیں اور معرفت الٰہی کے انوار سے تاباں اور روشن ہوتے ہیں اور وہ سب مسلمان بلکہ افضل ترین مسلمان اور آقائے کون و مکاں اور مالک کن فکاں ﷺ ان میں اولین ہیں اور جامع ترمذی شریف کی یہ حدیث بھی پڑھنی چاہئے کہ جسے امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۹ھ نے روایت فرمایا ہے۔ کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح و جسد کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے۔ اور یہ امر واضح اور بدیہی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ولادت سے پہلے بھی نبی ہیں۔ اسی طرح آقائے

کائنات ﷺ کے سب سے پہلے ایمان لانے کی بات قرآنِ پاک میں بھی ہے تو جو سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے اسلام لے آئے اور اسی طرح جس ذات کی تخلیق سب سے اول ہو اور سب سے جس کا نور اول ہو' نبوت اول ہو' تخلیقِ روح اول ہو سوچنے کی بات ہے کہ وہ ہستی کیسے کتاب اللہ اور ایمان سے بے بہرہ ہوگی تو جس نے آپ ﷺ کی نسبت یہ لکھا کہ وہ کتاب و ایمان سے بے خبر اور بے بہرہ تھے اور راہِ ہدایت نہ جانتے تھے دراصل وہ خود ہدایت پر نہیں اور نہ ہی وہ ایمان کو جانتے ہیں اور نہ قرآن کو جانتے ہیں۔ اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے لفظ ضآلا کے معنی بے خبر' ناواقف یا راہ بھولا کیا بڑا ظلم کیا اور اس نے اپنے اوپر قیاس کیا ہے کہ جس طرح سے وہ خود دنیا میں آکر عالم ارواح کے سارے وعدے اور عہد و پیماں فراموش کر گیا اور پھر اس کو کسی نے قرآن پڑھا دیا تو اس نے سمجھا کہ میں کتاب اللہ سے آگاہی پا گیا اور جب کسی نے اس کو بعض احکام اسلامیہ بتادئے تو سمجھنے لگا کہ وہ عالم قرآن و سنت ہو گیا اور جب ان پر عمل پیرا ہوا تو جاننے لگا کہ میں عامل شریعتِ غراء ہو گیا اور سمجھا کہ اس ہی طرح کا معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے (نعوذ باللہ من ذلك) اور اس ہی طرح جن لوگوں نے آپ ﷺ کو گمراہ' بھٹکا ہوا' اور بھولا بھٹکا بتایا اور لبادہ قرآنی پہنانے کی کوشش کی ان کو اس امر پر اپنی توجہ منعطف کرنا چاہئے تھی کہ اسلوب قرآنی یہ ہے کہ ایک لفظ دوسرے کئی معانی میں مستعمل ہوتا ہے اور ایسا بھی ہے کہ وہ معنی باہم کچھ مناسبت رکھیں اور یہ بھی ہے کہ انکے معانی میں بکثرت اختلاف ہوتا ہے تو پھر ان معانی میں سے موقع محل کی مناسبت سے کوئی معنی منتخب ہوتا ہے بس یہی معاملہ لفظ ضآلا کا ہے یہ لفظ اگر کسی کافر کیلئے استعمال ہوتا تو مان لیا جاتا کہ اس کے معنی گمراہ ہیں لیکن اگر یہی لفظ کسی کامل مسلمان کیلئے مستعمل ہو تو پھر گمراہ کسی طور درست نہیں ہوگا کہ اسلام اور گمراہیت دو متضاد چیزیں ہیں اگر اسلام ہوگا تو گمراہیت نہ ہوگی اور اگر گمراہیت ہوگی تو اسلام نہ ہوگا۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی بیان کیا گیا ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وہ آیت ہے جس کے مفہوم کے تعین میں کثیر ترجمہ کرنے والے اور تشریح کنندہ غلطاں اور پیچاں ہو چکے ہیں۔

جبکہ علمائے حق اہلسنت نے اس آیتِ مبارک کی بہت اچھی ترجمانی کی ہے جسے ترجمانی کرنے کا حق ادا کر دینا کہا جائے تو بجا ہے بلاشبہ بجا ہے۔

اور علمائے حق کی ترجمانی اس سے بہت مختلف ہے جو فاسد ترجمانی اردو زبان میں کثیر مترجمین نے انجام دی بلکہ در حقیقت انہوں نے ترجمانی کے نام پر دھبہ لگایا ہے جس سے ایک عظیم خلقت گمراہیت کا شکار ہوگئی۔ اس لئے مناسب ہے اس آیت کی تحقیق زیر مطالعہ فتوئ میں پیش کردی جائے جس کا طریقہ یہی ہے کہ جو مستند اور معتبر مفسرین نے اس آیت کی تشریح اور توضیح کی ہے سب سے پہلے وہ ذکر کی جائے پھر ان توضیحات اور تشریحات کی روشنی میں آیت کا خلاصۂ مفہوم بیان کیا جائے۔

اس بحث کو شروع کرنے سے قبل ضروری ہے کہ یہ امر ذکر کردیا جائے کہ دراصل یہ مذکورہ بالا آیت متشابہات سے ہے اور آیت متشابہہ کا مفہوم جو ظاہرا ہوتا ہے در حقیقت نہ وہ قرآن کا منشا ہوتا ہے اور نہ ہی مراد اسی وجہ سے ایسی آیات کو متشابہات کہتے ہیں۔ علمائے محققین میں بعض کی آراء یہ ہے کہ متشابہات آیات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جبکہ بعض محققین یہ فرماتے ہیں کہ ان کا علم ان علماء کو بھی ہے جنکے پاس شریعت کا پکا اور راسخ علم ہے اور اسکا روشن بیان نور الانوار ص ۹۷ مطبوعہ ملتان میں ہے جسے جلیل القدر عزیز المرتبت حضرت علامہ شیخ احمد عرف ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور انکا سن وصال ۱۱۳۰ھ ہے۔

اب سوال یہ درپیش ہوتا ہے کہ جب آیات متشابہات کا علم صرف اللہ پاک کو ہے تو پھر کوئی مفسر اسے کیسے ذکر کرسکتا ہے اور اسے کیسے بیان کرسکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ دراصل آیات متشابہات کے سلسلے میں بعض علمائے محققین نے اس قول کو اپنایا ہے کہ انکا علم فقط اللہ پاک کے پاس ہے ورنہ دوسرا طبقہ جس میں امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ جیسے جلیل القدر ہستیاں اور انکے نزدیک آیات متشابہات کا علم، راسخ العلماء کو بھی دیا گیا ہے۔ اب جبکہ وہ مترجمین جنہوں نے اس آیتِ بالا کا ترجمہ انتہائی گمراہ کن کیا انہیں چاہئے تھا کہ راسخ العلم علمائے مفسرین کی جانب رجوع لاتے اور قرآنِ کریم کا گمراہ کن ترجمہ نہ کرتے وہ ترجمہ جسے قرآنِ پاک کی تاویلِ فاسد قرار دینا درست و روا ہے۔ اب ہم ان مفسرینِ عظام کی آیتِ بالا کے سلسلے کی تشریحات پیش کرتے ہیں جنہوں نے ضآلا لفظ معانی (جبکہ وہ سرکارِ اقدس ﷺ کی شان میں وارد ہوں) بہت خوب فرمائے ہیں اور ان پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ چنانچہ علامہ محمد ابن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ فرماتے ہیں کہ ضلالت

کا لفظ توجہ نہ ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اللہ پاک سمیع و بصیر نے ارشاد فرمایا کہ لایضل ربی ولا ینسی ای لایغفل (طہ: ۵۲) تیرا رب نہ کسی چیز سے غافل ہوتا ہے اور نہ کسی چیز کو فراموش کرتا ہے۔ مذکورہ آیت میں ضالاً بمعنی غافل (توجہ نہ فرمانے والے) مستعمل ہوا ہے۔ یعنی آپ ﷺ قرآن اور احکام شرعیہ کی جانب پہلے توجہ نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کا علم بھی عطا اور احکام شرعیہ کی تفصیلات سے بھی آگاہ فرمایا۔ ضحاک۔ شہر بن حوشب وغیرہما سے یہ قول منقول ہے۔ (قرطبی بحوالہ ضیاء القرآن)

(۲) جب پانی دودھ میں ملادیا جائے اور پانی پر دودھ کی رنگت وغیرہ غالب آجائے تو عرب کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن کہ پانی دودھ پر غالب ہو گیا اس استعمال کے مطابق آیت کا معنی ہوگا کہ:

کنت مغموراً بین الکفار بمکۃ فقواک اللہ تعالی حتی اظہرت دینہ (تفسیر کبیر ج۱۶ ص۲۱۷)

یعنی آپ مکہ میں کفار کے درمیان گھرے ہوئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت عطا فرمائی اور آپ نے اس کے دین کو غالب کیا۔

(۳) ایسا درخت جو کسی وسیع صحرا میں تنہا کھڑا ہو اور مسافر اس کے ذریعے اپنی منزل کا سراغ لگائیں اس کو بھی عربی میں الضال کہتے ہیں العرب تسمی الشجرہ الفریدۃ فی الفلاۃ ضالۃ اس مفہوم کے اعتبار سے آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جزیرہ عرب ایک سنسان ریگستان تھا جس میں کوئی ایسا درخت نہ تھا جس پر ایمان اور عرفان کا پھل لگا ہوا ہو صرف آپ کی ذات جہالت کے اس صحرا میں ایک پھلدار درخت کی مانند تھی۔ پس ہم نے آپ کے ذریعے سے مخلوق کو ہدایت بخشی۔ (تفسیر کبیر)

فانت شجرہ فریدۃ فی مفارۃ الجھل فوجد تلک ضالاً فھدیت بک الخلق.

(ص ۲۱۷) کہ آپ ایک ایسے درخت ہیں جو جہالت کے ماحول میں تھے۔ ہم نے آپ کو ایسا درخت پایا تو ہم نے آپ کے ذریعے مخلوقات کو ہدایت عطا فرمائی۔

(۴) کبھی قوم کے سردار کو مخاطب کیا جاتا ہے اور مقصودِ خطاب قوم ہوتی ہے یہاں بھی یہی معنی ہے ای وجد قومک ضلالا فھدا ھم بک۔ (ص ۲۱۷) اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو گمراہ پایا اور آپ کے ذریعے سے ان کو ہدایت بخشی۔ علامہ ابو الحیان اندلسی اپنی تفسیر

میں اس مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک رات خواب میں اس آیت کی ترکیب پر غور کررہا تھا کہ فوراً میرے دل میں اس خیال کی ہدایت آئی کہ یہاں مضاف محذوف ہے اصل میں عبارت یوں ہے وجد رهطك ضالا فهدا بك۔ پھر میں نے کہا کہ جس طرح واسئلو القرية دراصل واسئلوا اهل القرية ہے کہ اس میں اہل مضاف محذوف ہے۔ اسی طرح یہاں بھی رھط مضاف محذوف ہے (البحر المحیط)

(۵) حضرت جنید بغدادی قدس سرہ (متوفی ۲۹۷ھ ۲۷ رجب) سے منقول ہے کہ ضالا کا معنی متحیرا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآنِ کریم کے بیان میں حیران پایا تو اس کے بیان کی تعلیم دی۔

(۶) امام رازی کہتے ہیں کہ الضلال بمعنی المحبة كما فى قوله تعالى انك فى ضلالك القديم- یعنی یہاں ضلال سے مراد محبت ہے۔ جس طرح سورۂ یوسف کی اس آیت میں ہے اب مذکورہ آیت کا معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو ایسی شریعت سے بہرور فرمایا جس کے ذریعے آپ اپنے محبوب حقیقی کا تقرب حاصل کر سکیں گے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) نے اس قول کو بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ قال بعض الصوفية معناه وجدك محبا عاشقا مغرطا فى الحب والعشق...... فهداك...... الى وصل محبوبك حتى كنت قاب قوسين او ادنى۔ یعنی بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت اور اپنے عشق میں ازحد بڑھا ہوا پایا تو آپ کو اپنے محبوب کے وصال کی طرف رہنمائی کی یہاں تک کہ آپ قاب قوسین او ادنی کے مقام پر فائز ہوئے۔ (تفسیر مظہری)

اس بارے میں ایک واقعہ :

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ مل نہیں رہے تھے جس کی وجہ سے جناب عبدالمطلب بہت پریشان تھے چنانچہ وہ غلافِ کعبہ کو تھام کر گڑگڑا کر دعا مانگنے لگے جبکہ سرکار اقدس ﷺ مکہ کی گھاٹیوں میں گھوم رہے تھے کہ ناگاہ ابو جہل وہاں پہنچا اور حضور نبی رحمت ﷺ سے کہنے لگا

آیتِ بالا کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

نسب الضلال الی الانبیاء والی الکفار وان کان بین الضلالین بون بعید'الاتری انه قال فی النبیﷺ ووجدك ضالا فهدی (سورۃالضحی آیت۷)ای غیر مهتد لماسبق الیك من النبوة وقال فی یعقوب—

انك فی ضلالك القدیم (سورۃ یوسف آیت۹۵) وقال اولاده ان ابانالفی ضلالٍ مبین (سورۃ یوسف آیت ۸) اشارةالی شغفه بیوسف وشوقه الیه (مفردات القرآن ص۳۰۶)

(عربی کے لفظ ضلال کو قرآن پاک میں انبیاء اور کفار دونوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے اگرچہ ان دونوں ضلالتوں کے درمیان بہت دوری ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ نبی مکرم ﷺ کی بابت ارشاد فرمایا کہ اور ہم نے آپ کو اس راہ کی تلاش میں سرگرداں پایا سو اللہ پاک نے آپ کو راہ یاب فرمایا یعنی اس محبت سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ اعلان نبوت کے پہلے وقت گزر گیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ان کی اولاد نے کہا کہ بلا شبہ ہمارے والد گرامی صریح محبت میں ہیں۔اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام کے ساتھ شغف کی طرف اشارہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے شوق کی طرف اشارہ ہے جو یوسف علیہ السلام کا تھا۔

(۱۰)حضرت ملا حسین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ درحقائق سلمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور است کہ ترا یافت در دوستی مستغرق در بحر معرفت و محبت برتو منت نہاد و بمقام قرب رسانید(تفسیر حسینی ص۱۳۷۵ مطبوعہ تاج کمپنی) کہ حقائق سلمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تم کو اس دوستی میں مستغرق پایا جو معرفت اور محبت کا سمندر تھی تم پر احسان کیا اور قرب کے مقام تک پہنچایا۔

یہ شواہد ہم نے دس مستند اور معتبر مفسرین کے پیش کیئے۔ ان میں سے ہر ایک وہ ہے جو اپنے وقت کے اعظم اور اکرم مقام پر فائز رہے اور اہلِ علم اور عوام میں نمایاں مقام پایا نیز یہ کہ نہ صرف ان حضراتِ مفسرین نے عوام کی رہنمائی کی ہے بلکہ علماء کرام کی رہنمائی بھی کی ہے ان مفسرینِ کرام میں سے ایک بھی وہ نہیں ہے جس سے حضور اکرمﷺ کی بے خبری' ناواقفی بے راہ روی۔ گمراہی یا کفر وغیرہ (نعوذ باللہ منہ) ثابت ہو تمام ہی مفسرین نے

اس نازک مقام کو نہایت ہی محتاط اور اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے جس سے عظمتِ مصطفےٰ اور مقامِ مصطفےٰ ﷺ کا بھرپور اظہار ہوتا ہے اور تنقیص شانِ رسالت کا شائبہ تک نہیں ہے۔ بہر حال مسلمان کیلئے اگر یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا معنی گمراہ ہرگز نہیں ہو سکتے ہیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ تو اس سے بالکل ہی مختلف ہے اور جداگانہ ہے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں (کلام رضا)

ان سے تو ہمیشہ ہدایت اور ایمان کے چشمے پھوٹتے' نورِ ایمانی اور اسلام کی ضیاپاشیاں عالم کو منور کرتی ہیں' ان کی توجہ دنیا سے ضلالت اور ظلمت کو اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے۔ ان کے لئے یہ گھناؤنا تصور کہ وہ قبل از اعلانِ نبوت کتاب و ایمان نہ جانتے تھے کیسے درست ہو سکتا ہے بلکہ ان کی جناب میں تو رب قدیر عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

ماضل صاحبکم وماغوی (النجم - ۲)

ترجمہ : تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے (کنزالایمان)

صدر الافاضل' بدر الاماثل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حصے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ صاحبکم سے مراد سید عالم ﷺ ہیں معنی یہ ہیں کہ حضورِ انور ﷺ نے کبھی طریقِ حق وہدایت سے عدول نہ کیا ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے آپ کے دامنِ عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقادِ فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ جب معاملہ یہ ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ایک جگہ حضور ﷺ سے گمراہیت کی نفی ہو اور دوسری جگہ اثبات پھر غور کرنا چاہئے کہ سورۂ نجم میں نفی مطلق وارد ہوئی ہے جس کا مفاد اور نتیجہ یہ ہے کہ ماضی کے ہر لمحے اور ہر لحظے میں گمراہیت آپ سے دور رہی اور بے انتہا دور رہی اب بتاؤ جھوٹے دعویدارو! کہ قبل از اعلانِ نبوت تم نے کیسے حضور ﷺ سے کتاب و ایمان نہ جاننے' بے خبریت' ناواقفیت' کو منسوب کر دیا اور ظاہر یہ کیا کہ یہی ترجمۂ قرآنی ہے۔ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

اس ساری بحث کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ وہابیہ (غیر مقلد) دیوبندیہ طرح طرح کی گمراہیت اور لادینیت پھیلانے میں مصروفِ عمل ہیں کبھی حضور ﷺ کو بے خبر، کبھی قرآن اور ایمان سے بے علم کہہ کر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور کبھی حضور ﷺ کے علم کو پاگلوں، جانوروں کے علم کے برابر کہہ کر گستاخی کرتے ہیں اور کبھی حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے کہہ کر شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد کے مصداق کہ ان کے کفریات سے آگاہی دی جارہی ہے کہ مسلمان بچ سکیں۔

زور قلم لگام دے رہا ہے:

بہر حال ان کی گستاخیاں بے باکیاں اور جرأتیں بڑھ رہی ہیں جو یقیناً دین اسلام سے منحرف ہو جانے کی مانند عمل ہے اگر اسلامی حکمران ہوتے تو ان بے دینوں کو لگام دیتے مگر اب تو معاملہ یوں ہے کہ:

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
ایک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

کہ ان بے دینوں کو لگام بزور تلوار اور قید وبند تو نہیں البتہ زورِ قلم لگام دے رہا ہے اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

نوٹ: یہ عنوان "ہمارے رسول ﷺ سراپا ہدایت ہیں" حضور سیدی صاحبزادہ "علامہ ضیاء الحسن جیلانی" مدظلہ العالی کی خدمتِ سراپا عظمت میں جو کہ حضور سیدنا غوث اعظم ؓ کی اولاد میں سے ہیں کی نذر کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی جناب اور بارگاہ میں بوسیلۂ نیرِ اعظم رسولِ معظم ﷺ دعا کرتا ہوں کہ حقیر کی اس کوشش کو قبولِ عام فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

کتبہ

مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی

خادم دارالافتاء دارالعلوم انوار القادریہ

ا ذی قعدہ ۸ فروری